بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث

دہلی

مدیر معاون
نذیر احمد املوی رحمانی

نمبر ۹	بابت ماہِ محرم الحرام ۱۳۶۶ھ مطابق ماہِ دسمبر ۱۹۴۶ء	جلد ۱

مسئلہ علمِ غیب پر تحقیقی نظر

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس مضمون کے گذشتہ نمبروں میں مَیں اس حقیقت کی طرف بار بار توجہ دلا چکا ہوں کہ اس خطبہ والی (زیر بحث) حدیث سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو تفصیلی طور پر "تمام" ما کان وما یکون پر حاوی مانا جائے، اور "ما" سے "جمیع" ماکان وما ھو کائن مراد لیا جائے جیسا کہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں، تو اسی حدیث میں ماکان وما ھو کائن کے ساتھ جو لفظ "اَخْبَرَنَا" موجود ہے اس کی بنا پر لازمی طور پر یہ بھی ماننا پڑیگا کہ گذشتہ اور آئندہ کی ان "تمام" چیزوں کو آنحضورؐ نے اسی مجلس میں تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے "بیان" بھی فرمایا۔ لیکن ایسا ماننے سے بہت سی ایسی عقلی ونقلی خرابیاں لازم آتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعویٰ صحیح نہیں اور یہاں "ما" سے جمیع ماکان وما ھو کائن" مراد نہیں ہیں۔ ورنہ محدث کے گذشتہ نمبروں میں جو اشکالات پیش کئے گئے ہیں، ان کے علاوہ مندرجہ ذیل بدیہی البطلان استحالہ بھی لازم آئیگا۔

د | قرآن مجید کے ۲۹ ویں پارے کی سورہ المدثر میں ارشاد ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ یعنی تمہارے رب کے لشکروں (فرشتوں) کی تعداد اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ یہ آیت اپنے مضمون میں

بالکل صاف ہے کہ "جنودِ الٰہیہ کا علم بجز ذات باری تعالیٰ کے اور کسی مخلوق کو بھی حاصل نہیں"۔ لیکن اگر ہمارے مخالفین کا مذکورہ بالا دعویٰ صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نہ صرف یہ کہ آنحضور علیہ السلام کا ان کا عالم ہونا ثابت ہوگا بلکہ اُن تمام صحابہ کو بھی اُن کا عالم ماننا پڑے گا جو اس خطبہ میں موجود تھے۔ اور اس کے بعد پھر جن جن لوگوں سے اُنہوں نے بیان کیا ہوگا وہ سب بھی اس سے واقف ہو گئے ہونگے۔ گویا بر تقدیر صحت دعویٰ آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور یہ تو یقیناً باطل اور محال ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ دعویٰ ہی غلط اور باطل ہے۔

آیت کی تاویلات

رضاخانی حضرات اس آیت کی چند تاویلیں کرتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہاں صرف علمِ ذاتی کی نفی کی گئی ہے، علم عطائی کی نہیں۔ دوسری یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت تک آپ کو ان کا علم حاصل نہیں ہوا تھا۔ بعد میں آپ کو ان کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔ تیسری یہ کہ "ہو سکتا ہے اس آیت میں ان جنود اللہ اور ملائکۃ اللہ کا ذکر ہو جو قیامت کے بعد پیدا ہونے والے ہوں۔ اور اُن ہی کے اعتبار سے اس آیت میں علم کی نفی کی گئی ہو۔ اس صورت میں آنحضور کو اُن کا علم نہ ہونا ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ ہم تو صرف اُن اشیاء کے متعلق علم تفصیلی محیط کا دعویٰ کرتے ہیں جو ابتدائے آفرینش عالم سے یوم قیامت تک وجود میں آئیں۔ کائنات مابعد القیامت کے متعلق ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ ان کا علم محیط بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے"۔

جوابات

لیکن یہ تینوں تاویلیں ناقابلِ قبول اور نظمِ قرآنی کے قطعاً خلاف ہیں۔ یہ کہنا کہ "یہاں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے" محض تحکم اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔ اور سیاق آیت اور اس کے مفہوم سے اپنی پوری ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے۔ اس لئے کہ آیت کا مفہوم تو یہ ہے کہ ملائکہ اور جنودِ الٰہیہ کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ یہ کثرت ہی اس بات کی مقتضی ہے کہ ان کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو بھی حاصل نہ ہو۔ چنانچہ علامہ نسفی لکھتے ہیں (وما یعلم جنود ربک) لفرط کثرتھا (الا ھو) یعنی تمہارے رب کے لشکروں کی تعداد ان کی بے انتہا کثرت کی وجہ سے اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا (مدارک ص ۲۳۳ ج ۴) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں ای ما یعلم عددھم وکثرتھم الا ھو تعالیٰ یعنی اُن لشکروں کی تعداد اور کثیر مقدار کو بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ص ۱۱۵ ج ۱۰) پس جب اُن کی کثرت کی وجہ سے مخلوق سے اُن کے علم کی نفی کی گئی ہے تو اب صرف علم ذاتی کی نفی مراد لینا بالکل بے محل اور لغو ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ علم ذاتی تو ایک ذرّے کا بھی کسی مخلوق کو حاصل نہیں۔ اس کے لئے کسی چیز کی عظمت اور کثرت کو پیش کرنے کے کیا معنی؟ اس کی تو وہی مثال ہوگی کہ بریلی کا ایک نو مولود جس نے ابھی دنیا میں قدم رکھا ہے اور جو اپنی ماں کو بھی ابھی اچھی طرح نہیں پہچان سکتا ہے، اس کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ تمام دنیا کا جغرافیہ نہیں جانتا یہ ہندوستان کے باشندوں کی مردم شماری سے واقف

نہیں یہ شہر بریلی کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد سے بے خبر ہے۔ ذرا انصاف سے بتایئے کہ اس بچے کے متعلق ایسی باتیں کہنے والے شخص کو کیا آپ صحیح الدماغ انسان سمجھینگے؟ اور کیا یہ باتیں سُن کر آپ کو ہنسی نہ آئے گی؟ اور آپ تعجب سے یہ نہ کہیں گے کہ بندۂ خدا! ابھی تو وہ اپنی ماں کو بھی نہیں جانتا۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ دنیا کا جغرافیہ، ہندوستان کی مردم شماری، اور باشندگان شہر بریلی کی تعداد نہیں جانتا۔ نری حماقت نہیں تو اور کیا ہے پس اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی مخلوق کو بھی ذاتی علم کے ساتھ ایک مچھر کے پر کے برابر، بلکہ اس سے بھی چھوٹی کسی چیز کا علم حاصل نہیں، تو پھر یہاں جنود الٰہیہ کی لاتعداد کثرت کی نفی کرنا مذکورہ بالا مثال کی طرح ایک مضحکہ خیز بات بنجاتی ہے۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کے کلام کو ایسی کمزوریوں سے پاک اور منزہ جانتے ہیں تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔

پس ثابت ہوا کہ یہاں علمِ ذاتی ہی کی نہیں بلکہ علمِ ذاتی اور عطائی دونوں ہی کی نفی کی گئی ہے۔ لہٰذا آیت کی پہلی تاویل جو رضاخانی حضرات کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ غلط ٹھہری۔

اب رہی دوسری تاویل کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرتؐ کو ان کا علم نہیں ہوا تھا، بعد میں ہوگیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزولِ آیت کے بعد بقول آپ کے جب اُن ملائکہ اور جنودالٰہیہ کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیا گیا تو اس صورت میں آپ یہ تسلیم کر رہے ہیں کہ یہ ملائکہ اور جنود الٰہیہ بھی جمیع ماکان ومایکون میں داخل ہیں۔ اور جب ماکان ومایکون میں داخل ہیں تو گو نزولِ آیت کے وقت تک آنحضورؐ کو اُن کا علم حاصل نہ ہوا ہو۔ مگر یہ تو ماننا پڑیگا کہ خطبہ کے وقت آنحضرتؐ کو اُن کا علم حاصل ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ آپ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اس خطبہ (زیر بحث) میں رسول اللہ نے تمام ماکان ومایکون کو بیان فرمایا۔ اور آپ کے اعتراف کے مطابق یہ جنود بھی ماکان و مایکون میں داخل ہیں تو اب لامحالہ کہنا پڑیگا کہ ان کو بھی آنحضور نے اس موقعہ پر بیان فرمایا۔ اور ان کا بیان فرمانا موقوف ہے اس بات پر کہ پہلے ان کا علم حاصل ہو چکا ہو۔ اور یہ علم آپ کے قول کے مطابق نزولِ آیت کے بعد ہوا ہے تو گویا آپ یہ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ خطبہ کا زمانہ نزولِ آیت کے بعد کا زمانہ ہے۔ جب یہ خطبہ نزولِ آیت کے بعد ارشاد فرمایا گیا تو یہ آیت خطبہ کے وقت ماکان میں داخل ہوئی۔ اور بقول آپ حضرات کے آپ نے اس خطبہ میں تمام ماکان اشیا کو بیان فرمایا۔ تو اس سلسلہ میں آنحضور نے یہ آیت بھی یقیناً بیان فرمائی ہوگی۔ اب ایک طرف تو آپ اس آیت کو تلاوت فرماکر جنود الٰہیہ کی تعداد کے متعلق اپنی اور دوسری تمام مخلوق کی لاعلمی کا اظہار فرمارہے ہیں، اور دوسری طرف اُن کی پوری تعداد بیان فرماکر نعوذ باللہ اس آیت کی عملاً تردید وتکذیب بھی فرماتے جاتے ہیں۔ کیا آنحضور کی یہ پوزیشن آپ کو گوارا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کسی دلیل سے یہ ثابت کرو کہ آپ نے صحابہ سے فرمادیا ہو کہ یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ لیکن آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ پس جب یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ اپنے معنی میں محکم ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ آنحضور کو ان

جنودِ الٰہیہ کا علم حاصل نہ تھا۔ ورنہ آیت کی تکذیب لازم آئے گی۔ وھو محال بین لہٰذا آپ کی دوسری تاویل بھی غلط ٹھہری

اب رہی تیسری تاویل کہ "یہ ان فرشتوں کے لحاظ سے نہیں فرمایا گیا ہے جو پیدا ہو چکے ہیں اور بالفعل موجود ہیں بلکہ یہ ان ملائکہ اور جنود الٰہیہ کی نسبت فرمایا گیا ہے۔ جو قیامت کے بعد وجود میں آنے والے ہیں" تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یوں ہی کسی آیت کے معنی و مطلب کے متعلق اس کے سیاق و سباق، موقع نزول، مقصد تنزیل سے آنکھیں بند کرکے، محض اپنی رائے و عقل سے، بغیر کسی سند و دلیل کے جو جس کے جی میں آئے احتمال پیدا کرے اور اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر تو سارا قرآن معناً مشکوک اور غیر محفوظ قرار پائے گا۔ اور کوئی آیت خواہ اپنے معنی پر کتنی ہی صریح الدلالۃ اور واضح البیان ہو۔ اس قسم کے اٹکل پچو احتمالات کے سامنے تو ہمیشہ ہی مشتبہ المراد اور مشکل المعنی رہے گی۔ پھر آیات قرآنیہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم کے کیا معنی؟ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ — یعنی قرآن کی بعض آیتیں اپنے معنی میں بالکل واضح ہیں اور یہی اصل ہیں اور بعض کے معانی پوشیدہ ہیں۔

پس جب آیت کے سیاق و سباق اور موقع نزول پر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدعت کی مذکورہ بالا تاویل بھی بالکل غلط اور باطل ہے۔ چنانچہ امام ابن جریر اور علامہ بغوی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جب اس سورہ (المدثر) میں جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ یعنی جہنم پر کافروں کو عذاب دینے کے لئے انیس ۱۹ فرشتے مقرر کئے گئے ہیں تو ابوجہل وغیرہ شریر اور سرکش کافروں نے کہا کہ انیس فرشتوں سے بھگت لینا ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں۔ ہم اُن کا مقابلہ کر کے ان کو زیر کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً یعنی ہم نے جہنم پر آدمیوں کو مقرر نہیں کیا ہے کہ ایک جنس ہونے کی وجہ سے کچھ محبت و مروت میں پڑ جانے کا احتمال ہو۔ بلکہ غیر جنس کے لوگ (فرشتے) مسلط کئے ہیں جو کافروں کو عذاب دینے میں ہرگز کوئی مروت نہ کریں گے۔ ۲۴ نہ سمجھو کہ بس کل فرشتے انیس ہی ہیں، یہ تو چند بڑے بڑے افسروں کی تعداد بتائی گئی ہے۔ ورنہ اُن کے مددگار اور اُن کی ماتحتی میں کام کرنے والے تو اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ وہ کسی کی شمار میں بھی نہیں آسکتے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کی مقدار کتنی ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ چنانچہ علامہ بغوی علیہ الرحمہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں

قال عطاء وما یعلم جنود ربك الا هو یعنی من الملٰئکة الذین خلقهم لتعذیب اهل النار لا یعلم عدتهم الا الله والمعنی ان

امام عطاء نے کہا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کو عذاب دینے کے لئے جو فرشتے پیدا کئے ہیں۔ ان کی تعداد اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جہنم کے

تسعۃ عشر ھم خزنۃ النار و لھم
من الاعوان والجنود من الملٰئکۃ
ما لا یعلمھم الا اللہ عز و جل۔
(معالم التنزیل ص ۱۹۸)

داروغے گو انیس ہی ہیں۔ مگر اُن کے
مددگاروں کا لشکر اتنا بڑا ہے کہ اُن
کے متعلق خدا کے سوا کسی کو خبر
بھی نہیں۔

یہی مضمون علامہ خازنؒ کی تفسیر میں بھی ہے۔ فرماتے ہیں المعنی ان الخزنۃ تسعۃ عشر ولھم اعوان وجنود من الملٰئکۃ لا یعلم عددھم الا اللہ تعالیٰ خلقوا لتعذیب اھل النار (خازن مع تفاسیر اربعہ ج ۶ ص ۳۶۲) اس شانِ نزول اور ائمہ مفسرین کی تصریحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ یہ آیت اُن کافروں کو مرعوب کرنے کے لئے نازل کی گئی جو فرشتوں کی تعداد کو قلیل سمجھ کر ان سے مقابلہ کی ٹھان رہے تھے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں ان القوم استقلوا ذلک العدد فقال تعالیٰ وما یعلم جنود ربک الا ھو ___ یعنی کافروں نے انیس (۱۹) کی تعداد کو کم سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تمہارے پروردگار کے لشکروں کی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" (کبیر ص ۳۶۳ ج ۸)۔

اور ظاہر ہے کہ کافروں کا یہ خیال موجودہ فرشتوں ہی کے متعلق تھا۔ اور وہ انہیں سے مقابلہ کی ٹھان رہے تھے۔ تو اب اس کے جواب میں موجودہ فرشتوں ہی کی کثرت دکھانی مناسب ہوگی، نہ کہ وہ جو قیامت کے بعد پیدا ہونے والے ہیں۔ اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام عطا تابعی علیہ الرحمۃ کا جو قول ہم نے معالم التنزیل کے حوالہ سے اوپر نقل کیا ہے اس میں آپ دیکھ رہے کہ وہ صاف فرماتے ہیں یعنی من الملٰئکۃ الذین خلقھم لتعذیب اھل النار یعنی یہاں وہ فرشتے مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے عذاب کے لئے پیدا کیا ہے۔ علامہ خازنؒ کے قول میں بھی تصریح ہے خلقوا لتعذیب اھل النار یعنی اہلِ دوزخ کی عذاب دہی کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ فرشتے اور جنود الٰہیہ جن کی کثرت تعداد کی بنا پر اُن سے مخلوق کے علم کی نفی کی گئی ہے، پیدا ہو چکے ہیں۔ نظم قرآنی کا اقتضا بھی یہی ہے، موقع نزولِ آیت بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اور اعلام مفسرین بھی یہی فرما رہے ہیں۔ لہٰذا اب کسی شخص کا بغیر کسی دلیل و ثبوت کے یہ کہہ دینا کہ "یہ قیامت کے بعد پیدا ہونے والے فرشتوں کے متعلق کہا گیا ہے" ہرگز قابلِ قبول اور لائقِ سماعت نہیں ہو سکتا۔ پس اہلِ بدعت کی یہ تیسری تاویل بھی مردود ٹھیری۔ اور نص قرآنی سے ثابت ہوگیا کہ آیت مذکورہ بالا میں جن جنود الٰہیہ کا ذکر کیا گیا ہے آنحضور کو ان کا علم حاصل نہ تھا، حالانکہ وہ ما کان وما یکون میں داخل ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث (خطبہ) میں "ما" سے "جمیع" ما کان و ما ہو کائن مراد نہیں ہیں وھٰذا ھو المطلوب

(باقی)